١٣١٣هـ

الفضل الموهبي

في معنى إذا صح الحديث فهو مذهبي

أعز الهبات بجواب سؤال زكات

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠هـ

RIDAWI
رضا
PRESS

رسالہ نمبر	۱۷۰	فتاوی رضویہ کی جلد جس میں یہ رسالہ موجود ہے	۲۷

ضروري نوٹ

فتاوی رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبد الستار سعیدی حفظہ اللہ تعالی کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاوی کا مصورۃ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالی ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاوی رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جمیلہ کے سبب فتاوی مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاھم اللہ احسن الجزاء

RIDAWI
رضا
PRESS

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

الفضل الموہبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی

۱۳۱۳ھ

(فضل (الٰہی) کا عطیہ (امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے اس قول کے) معنٰی میں کہ جب کوئی حدیث صحت کو پہنچے تو وہی میرا مذہب ہے)

ملقب بلقب تاریخی

اعزّ النکات بجواب سوال ارکات

۱۳۱۳ھ

مسئلہ ۱۶ از گڑا امپور علاقہ نارتھ ارکاٹ مرسلہ کاکا محمد عمر ۱۳ رجب ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس امر میں کہ کوئی حنفی المذہب حدیثِ صحیح غیر منسوخ وغیر متروک جس پر کوئی ایک امام ائمہ اربعہ وغیرہم سے عمل کیا ہو۔ جیسے آمین بالجہر اور رفع یدین قبل الرکوع و بعد الرکوع اور وتر تین رکعتیں ساتھ ایک قعدہ اور ایک سلام کے ادا کرے تو مذہب حنفی سے خارج ہوجاتا ہے یا حنفی ہی رہتا ہے۔ اگر خارج ہوجاتا ہے کہیں تو ردالمحتار میں جو حنفیہ کی معتبر کتاب ہے اس میں امام ابن الشحنہ سے نقل کیا:

www.alahazratnetwork.org

اذا صح الحدیث وکان علیٰ خلاف المذھب عمل بالحدیث ویکون ذٰلک مذھبہ و لا یخرج مقلدہ عن کونہ حنفیا بالعمل بہ فقد صح عنہ انہ قال اذا صح الحدیث فھو مذھبی، وحکی ذٰلک ابن عبد البر عن ابی حنیفۃ وغیرہ من الائمۃ[1] انتھی۔

جب صحت کو پہنچے حدیث اور وہ حدیث خلاف پر مذہب امام کے رہے عمل کرے وہ حنفی اس حدیث پر، اور ہوجائے وہ عمل مذہب اس کا، اور نہیں خارج ہوتا ہے مقلد امام کا حنفی ہونے سے بسبب عمل کرنے اس حدیث پر، اس لئے کہ مکرر صحت کو پہنچی یہ بات امام ابوحنیفہ سے کہ انھوں نے فرمایا کہ جب صحت کو پہنچے حدیث پس وہی مذہب میرا ہے۔ اور حکایت کیا اس کو ابن عبدالبر نے امام ابوحنیفہ اور دوسرے اماموں سے بھی، انتہی۔

اور کتاب مقامات مظہری میں حضرت مظہر جانجاناں حنفی کے سولھویں[16] مکتوب میں ہے:

اگر بحدیث ثابت عمل نماید از مذہب امام برنمی آید، چراکہ قولِ امام اذا صح الحدیث فھو مذھبی نص است دریں باب واگر باوجود اطلاع برحدیث ثابت عمل نکند ایں قول امام را اُترکوا قولی بخبر الرسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) خلاف کردہ باشد[2] انتھی۔

اگر کوئی شخص حدیث صحیح پر عمل کرے تو وہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب سے خارج نہیں ہوتا کیونکہ قولِ امام "جب حدیث صحت کو پہنچے تو وہی میرا مذہب ہے" اس باب میں نص ہے۔ اور اطلاع کے باوجود حدیث صحیح پر عمل نہ کرے تو امام اعظم علیہ الرحمہ کے اس قول کی خلاف ورزی کرنے والا ہوگا کہ "رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث کے سامنے میرے قول کو چھوڑ دو۔" انتہی (ت)

اور بھی اسی مکتوب میں ہے:

ہرکہ میگوید عمل بحدیث از مذہب امام برمی آرد۔ اگر برہانے بریں دعوے وارد بیارد[3]

جو شخص یہ کہتا ہے کہ حدیث پر عمل کرنا مذہبِ امام سے خارج کردیتا ہے، اگر اس کے پاس اس دعوٰی کی کوئی دلیل ہے تو پیش کرے (ت)

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حنفی نے اپنی کتاب عقد الجید میں فرمایا:

---

[1] رد المحتار مقدمۃ الکتاب داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۴۶

[2] کلمات طیبات فصل دوم در مکاتیب حضرت مرزا صاحب مکتوب[16] مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۹

[3] " " " " " " " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

لاسبب لمخالفة حدیث النبی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) الانفاق خفی او حمق جلی[1]

پوشیدہ منافقت یا واضح حماقت کے بغیر حدیثِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مخالفت کا کوئی سبب نہیں۔(ت)

ان سب بزرگوں کے اُن اقوال کا کیا جواب اگر مذہب امام سے نہیں خارج ہوتا ہے کہیں تو اس پر طعن وتشنیع کرنا گناہ اور بے جا ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤ گے۔ت)

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل الفرقان فیہ تبیان لکل شئ تمییزا الطیب من الخبیث وامر نبیہ ان یبینہ للناس بما اراہ اللہ فقرن القرآن ببیان الحدیث والصلٰوۃ والسلام علٰی من بیّن القرآن واقام المظان واذن للمجتہدین باعمال الاذھان فاستخرجوا الاحکام بالطلب الحثیث فلولا الائمۃ لم تفھم السنۃ ولولا السنت لم یفھم الکتاب ولولا الکتاب لم یعلم الخطاب فیالھا من سلسلۃ تھدی و تغیث وعلٰی اٰلہ وصحابتہ ومجتھدی ملتہ وسائر امتہ الٰی یوم التوریث۔

سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جس نے حق وباطل میں فرق کرنے والی کتاب نازل فرمائی اس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے سُتھرے کو گندے سے الگ کرنے کے لئے۔ اور اس نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کے لئے بیان فرمائیں جو کچھ اللہ تعالٰی نے آپ کو دکھایا۔ چنانچہ اس نے قرآن کو بیانِ حدیث کے ساتھ مقترن فرمایا اور درود وسلام ہو اس پر جس نے قرآن کی وضاحت فرمائی اور اصول قائم فرمائے اور مجتہدین کو اذن بخشا کہ وہ ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر قیاس واجتہاد کریں۔ چنانچہ انھوں نے بھرپور طلب کے ساتھ احکام مستنبط کئے۔ اگر ائمہ مجتہدین نہ ہوتے تو سنتِ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نہ سمجھی جاتی، اور سنت نہ ہوتی تو اللہ تعالٰی کا خطاب نہ سمجھا جاتا۔ لہٰذا ایک راہنما اور معاون سلسلہ مہیا فرمادیا نیز آپ کی آل، صحابہ، آپ کی اُمت کے مجتہدین اور قیامت تک آپ کی امت پر درود وسلام ہو۔(ت)

---

[1] عقد الجید (مترجم اردو) ابن حزم کے کلام کا مصداق محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل کراچی ص ۶۳

www.alahazratnetwork.org

اقول وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) صحتِ حدیث علی مصطلح الاثر وصحتِ حدیث لعمل المجتہدین میں عموم خصوص مطلقاً بلکہ من وجہ ہے۔ کبھی حدیث سنداً ضعیف ہوتی ہے، اور ائمہ امت واُمنائے ملت بنظر قرائنِ خارجیہ یا مطابقت قواعدِ شرعیہ اس پر عمل فرماتے ہیں کہ اُن کا یہ عمل ہی موجبِ تقویت وصحتِ حدیث ہو جاتا ہے۔ یہاں صحت عمل پر متفرع ہوتی نہ عمل صحت پر۔ امام ترمذی نے حدیث:

من جمع بین الصلوٰتین من غیر عذر فقد اتی بابا من ابواب الکبائر[1] جس شخص نے کسی عذر کے بغیر دو نمازوں کو جمع کیا تو بے شک وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازے میں داخل ہوا (ت)

روایت کرکے فرمایا:

حنش ھذا ھو ابو علی الرحبی وھو حنش بن قیس وھو ضعیف عند اھل الحدیث ضعفہ احمد وغیرہ والعمل علٰی ھذا عند اھل العلم[2] اس حدیث کا راوی ابو علی رحبی حنش بن قیس اہل حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔ امام احمد وغیرہ نے اس کی تضعیف فرمائی۔ اور علماء کا عمل اسی پر ہے۔

امام جلال الدین سیوطی کتاب التعقبات علی الموضوعات میں فرماتے ہیں:

اشار بذٰلک الٰی ان الحدیث اعتضد بقول اھل العلم وقد صرح غیر واحد بان من دلیل صحۃ الحدیث قول اھل العلم بہ وان لم یکن لہ اسناد یعتمد علٰی مثلہ[3] یعنی امام ترمذی نے اس سے اشارہ فرمایا کہ حدیث کو قولِ علماء سے قوت مل گئی اور بیشک متعدد ائمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کی موافقت بھی صحتِ حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اس کے لئے کوئی سند قابلِ اعتماد نہ ہو۔

امام شمس الدین سخاوی فتح المغیث میں شیخ ابو القطان سے ناقل:

ھٰذا القسم لا یحتج بہ کلہ بل یعمل بہ حدیث ضعیف حجت نہیں ہوتی بلکہ فضائل اعمال

---

[1] جامع الترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ما جاء فی الجمع بین الصلوٰتین امین کمپنی دہلی ۱/۲۶

[2] " " " " " " " " " " " "

[3] التعقبات علی الموضوعات باب الصلوٰۃ المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ص ۱۲

www.alahazratnetwork.org

فی فضائل الاعمال ویتوقف عن العمل به فی الاحکام الا اذا کثرت طرقه او عضده اتصال عمل او موافقة شاهد صحیح او ظاهر القرآن[1]

میں اُس پر عمل کریں گے۔ اور احکام میں اس پر عمل سے باز رہیں گے۔ مگر جبکہ اس کی سندیں کثیر ہوں یا عمل علماء کے ملنے یا کسی شاہد صحیح یا ظاہر قرآن کی موافقت سے قوت پائے۔

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر باب صفۃ الصلوٰۃ میں فرماتے ہیں:

لیس معنی الضعیف الباطل فی نفس الامر بل مالم یثبت بالشروط المعتبرة عند اهل الحدیث مع تجویز کونه صحیحا فی نفس الامر فیجوز ان تقترن قرینة تحقق ذٰلك وان الراوی الضعیف اجاد فی هٰذا المتن المعین فیحکم به[2]

ضعیف کے یہ معنی نہیں کہ واقع میں باطل ہے بلکہ یہ کہ اُن شرطوں پر ثابت نہ ہوئی جو محدثین کے نزدیک معتبر ہیں، واقع میں جائز ہے کہ صحیح ہو تو ہوسکتا ہے کہ کوئی قرینہ ایسا ملے جو اس جواز کی تحقیق کردے اور بتادے کہ ضعیف راوی نے یہ خاص حدیث ٹھیک روایت کی ہے تو اس کی صحت پر حکم کردیا جائے گا۔

بارہا حدیث صحیح ہوتی ہے اور امام مجتہد اُس پر عمل نہیں فرماتا خواہ یُوں کہ اس کے نزدیک یہ حدیث نامتواتر نسخ کتاب اللہ چاہتی ہے، یا حدیث احاد زیادت علی الکتاب کررہی ہے، یا حدیث موضع تکرر وقوع وعموم بلوی یا کثرت مشاہدین وتوفر دواعی میں احاد آئی ہے، یا اس پر عمل میں تکرار نسخ لازم آتی ہے، یا دوسری حدیث صحیح اس کی معارض اور وجوہ کثیرہ ترجیح میں کسی وجہ سے اس پر ترجیح رکھتی ہے، یا وہ بحکم جمع وتطبیق وتوفیق بین الادلہ ظاہر سے مصروف ومؤول ٹھیری ہے، یا بحالتِ تساوی وعدم امکان جمع مقبول وجہل تاریخ بعد تساقط ادلہ نازلہ یا موافقت اصل کی طرف رجوع ہوئی ہے، یا عمل علماء اس کے خلاف پر ماضی ہے، یا مثل مخابرہ تعامل امت نے راہ خلاف دی ہے، یا حدیث مفسر کی صحابی راوی نے مخالفت کی ہے، یا علت حکم مثل سہم مؤلفۃ القلوب وغیرہ اب منتفی ہے، یا مثل حدیث لاتمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ[3] (اللہ کی بندیوں کو مسجدوں سے مت روکو۔ ت) بلنائے

---

[1] فتح المغیث القسم الثانی الحسن دار الامام الطبری ۱/۸۰

[2] فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۶۶

[3] صحیح البخاری کتاب الجمعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۳ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ ۱/۱۸۳

www.alahazratnetwork.org

حکم حال عصر یا عرف مصر تھا کہ یہاں یا اب منقطع و منتہی ہے، یا مثل حدیث شبہات اب اُس پر عمل ضیق شدید وحرج فی الدین کی طرف داعی ہے، یا مثل حدیث تغریب عام اب فتنہ وفساد ناشی ہے، یا مثل حدیث ضجعہ فجر وجلسہ استراحت منشاء کوئی امر عادی یا عارضی ہے، یا مثل جہر بآیۃ فی الظہر احیانا وجہر فاروق بدعائے قنوت حاصل کوئی حاجت خاصہ نہ تشریع دائمی ہے، یا مثل حدیث علیك السلام تحیۃ الموتی[1] ("علیک السلام" مُردوں کا سلام ہے۔ ت) مقصود مجرد اخبار نہ حکم شرعی ہے،

الی غیر ذٰلك من الوجوہ التی یعرفہا النبیہ ولا یبلغ حقیقۃ کنہہا الا المجتہد الفقیہ۔

اس کے علاوہ دیگر وجوہ جن کو باخبر لوگ پہچانتے ہیں، اور سوائے مجتہد عالم کے ان کی حقیقت تک کسی کی رسائی نہیں (ت)

تو مجرد صحت مصطلحہ اثر صحت عمل مجتہد کے لئے ہرگز کافی نہیں۔ حضرات عالیہ صحابہ کرام سے لے کر پچھلے ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین تک کوئی مجتہد ایسا نہیں جس نے بعض احادیث صحیحہ کو مؤول یا مرجوح یا کسی نہ کسی وجہ سے متروک العمل نہ ٹھیرایا ہو۔

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حدیث عمار رضی اللہ تعالٰی عنہ دربارہ تیمم جنب پر عمل نہ کیا۔ اور فرمایا:

اِتق اللہ یا عمار کما فی صحیح مسلم[2]

اے عمار! اللہ سے ڈر۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے۔ (ت)

یُونہی حدیث فاطمہ بنت قیس دربارہ عدم النفقۃ والسکنی للمبتوتہ پر۔ اور فرمایا:

لانترك کتاب ربنا ولا سنۃ نبینا بقول امرأۃ لا ندری لعلہا حفظت ام نسیت رواہ مسلم[3] ایضا۔

ہم اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنّت کو ایک ایسی عورت کے قول سے نہیں چھوڑینگے جس کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ اس نے یاد رکھا یا بھول گئی۔ اسکو بھی مسلم نے روایت کیا۔ (ت)

یوں ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حدیث مذکور تیمم پر اور حضرت

---

[1] المصنف لعبدالرزاق باب کیف السلام والرد حدیث ۱۹۴۳۴ المجلس العلمی بیروت ۱۰/ ۳۸۴

[2] صحیح مسلم کتاب الحیض باب التیمم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶۱

[3] " کتاب الطلاق باب المطلقۃ البائن لا نفقۃ لہا " " " ۱/ ۴۸۵

www.alahazratnetwork.org

ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

اولم تر عمر لم یقنع بقول عمار کما فی الصحیحین[1] — کیا تم نے نہیں دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قول پر قناعت نہیں کی جیسا کہ صحیحین میں ہے۔ (ت)

یونہی حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے حدیث مذکور فاطمہ پر اور فرمایا:

مالفاطمۃ الاتتقی اللہ، رواہ البخاری[2] — فاطمہ کو کیا ہے، کیا وہ اللہ تعالٰی سے نہیں ڈرتی۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ (ت)

یونہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ:

الوضوء مما مست النار[3] (اس چیز کی وجہ سے وضو لازم ہے کہ جس کو آگ نے چھوا۔ ت) پر اور فرمایا:

انتوضأ من الدھن انتوضأ من الحمیم رواہ الترمذی[4] — کیا ہم تیل کی وجہ سے وضو کریں گے، کیا ہم گرم پانی کی وجہ سے وضو کریں گے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ (ت)

یونہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما:

انہ لانستلم ھذین الرکنین[5] — ہم ان دو رکنوں کو بوسہ نہیں دیتے۔ (ت)

پر اور فرمایا:

لیس شئ من البیت مھجورا کما فی البخاری[6] — بیت اللہ شریف میں سے کچھ بھی چھوڑنے کے لائق نہیں۔ جیسا کہ بخاری میں ہے۔ (ت)

---

[1] صحیح البخاری کتاب التیمم باب اذا خاف الجنب علی نفسہ المرض الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۰
صحیح مسلم کتاب الحیض باب التیمم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۶۱

[2] صحیح البخاری کتاب الطلاق باب قصۃ فاطمۃ بنت قیس " " " ۲/۸۰۲

[3] جامع الترمذی ابواب الطہارۃ باب الوضوء مما غیرت النار امین کمپنی دہلی ۱/۱۲

[4] " " " " " " " " "

[5] صحیح البخاری کتاب المناسک باب من لم یستلم الا الرکنین الیمانیین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۱۸

[6] " " " " " " " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

یوں ہی جماہیر ائمہ صحابہ وتابعین ومن بعدہم نے حدیث الوضوء من لحوم الابل[1] (اونٹوں کا گوشت کھانے کی وجہ سے وضو ہے۔ت) پر:

وھو صحیح معروف من حدیث البراء وجابر بن سمرۃ وغیرھما رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

اور یہ حدیث حضرت براء اور جابر بن سمرۃ اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے صحیح ومعروف مروی ہے۔(ت)

امام دار الہجرۃ عالم مدینہ سیدنا مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے:

العمل اثبت من الاحادیث[2]

عمل علماء حدیثوں سے زیادہ مستحکم ہے۔

ان کے اتباع نے فرمایا:

انہ لضعیف ان یقال فی مثل ذٰلک حدثنی فلان عن فلان[3]۔

ایسی جگہ حدیث سنانا پوچ بات ہے۔

ایک جماعت ائمہ تابعین کو جب دوسروں سے ان کے خلاف حدیثیں پہنچتیں فرماتے:

ما نجھل ھٰذا ولکن مضی العمل علٰی غیرہ[4]

ہمیں ان حدیثوں کی خبر ہے مگر عمل اس کے خلاف پر گزر چکا۔

امام محمد بن ابی بکر بن حزم سے بارہا اُن کے بھائی کہتے تم نے فلاں حدیث پر کیوں نہ حکم کیا؟ فرماتے:

لم اجد الناس علیہ[5] میں نے علماء کو اس پر عمل کرتے نہ پایا۔

بخاری ومسلم کے استاذ الاستاذ امام المحدثین عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے:

السنۃ المتقدمۃ من سنۃ اھل المدینۃ خیر من الحدیث[6]

اہل مدینہ کی پرانی سنت حدیث سے بہتر ہے۔

---

[1] جامع الترمذی ابواب الطہارۃ باب الوضوء من لحوم الابل امین کمپنی دہلی ۱/۱۲
سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ " " " آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۴
سنن ابن ماجہ ابواب الطہارۃ وسننہا باب ماجاء فی الوضوء من لحوم الابل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۸
مسند احمد بن حنبل عن براء بن عازب المکتب الاسلامی بیروت ۴/۲۸۸

[2] المدخل لابن الحاج بحوالہ مالک فصل فی ذکر النعوت دار الکتاب العربی بیروت ۱/۱۲۲

[3] تا [6] " " " " " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

نقل ھذہ الاقوال الخمسۃ الامام ابوعبداللہ محمد بن الحاج العبدری المکی المالکی فی مدخلہ فی فصل النعوت المحدثۃ وفیہ فی فصل فی الصلوٰۃ علی المیت فی المسجد ما ورد من ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلّی علی سہیل بن بیضاء فی المسجد فلم یصحبہ العمل والعمل عند مالک رحمہ اللہ اقوی[1] الخ۔

ان پانچوں اقوال کو امام ابوعبداللہ محمد بن الحاج العبدری مکی مالکی نے اپنی کتاب المدخل کی فصل فی النعوت المحدثۃ میں نقل فرمایا، اور اسی کتاب میں مسجد کے اندر نماز جنازہ سے متعلق فصل میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے مسجد کے اندر سہیل بن بیضاء رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نماز جنازہ کے بارے میں جو وارد ہے عمل (علماء) اس کی موافقت نہیں کرتا۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نزدیک عمل زیادہ مستحکم ہے الخ۔ (ت)

خود میاں نذیر حسین صاحب دہلوی معیار الحق میں لکھتے ہیں:

"بعض ائمہ کا ترک کرنا بعض احادیث کو فرعِ تحقیق اُن کی کی ہے کیونکہ انھوں نے اُن احادیث کو احادیث قابل عمل نہیں سمجھا، بدعوی نسخ یا بدعوی ضعف اور امثال اس کے[2] الخ۔"

اس امثال کے بڑھانے نے کھولدیا کہ بے دعوی نسخ یا ضعف بھی ائمہ بعض احادیث کو قابلِ عمل نہیں سمجھتے۔ اور بیشک ایسا ہی ہے خود اسی معیار میں حدیث جلیل صحیح بخاری شریف حتی ساوی الظل التلول[3] (یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہوگیا۔ ت) کو بعض مقلدین شافعیہ کی ٹھیٹ تقلید کرکے بحیلۂ تاویلات باردہ کاسدہ ساقطہ فاسدہ متروک العمل کردیا اور عذر گناہ کے لئے بولے کہ جمعا بین الادلۃ[4] (دلائل میں مطابقت پیدا کرنے کے لئے۔ ت) یہ تاویلیں حقہ کی گئیں۔ اور اس کے سوا اور بہت احادیثِ صحاح کو محض اپنا مذہب بنانے کے لئے بدعاوی باطلہ عاطلہ ذاہلہ زائلہ بے دھڑک واہیات ومردود بتادیا جس کی تفصیلِ جلیل فقیر کے رسالہ حاجز البحرین الواقی[ف] عن جمع الصلاتین[13] میں مذکور، یہ رسالہ صرف ایک

---

[1] المدخل لابن الحاج فصل فی ذکر الصلوٰۃ علی المیت فی المسجد دار الکتاب العربی بیروت ۲/ ۲۸۹

[2] معیار الحق مکتبہ نذیریہ لاہور ص ۱۵۱

[3] صحیح البخاری کتاب الاذان باب الاذان للمسافر اذا کانوا جماعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۸۸

[4] معیار الحق مکتبہ نذیریہ لاہور ص ۳۵۴

ف: رسالہ "حاجز البحرین الواقی" فتاوٰی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی جلد پنجم ص ۱۵۹ پر ملاحظہ ہو۔

www.alahazratnetwork.org

مسئلہ میں ہے اس کے متعلق حضرت کی ایسی کارروائیاں وہاں شمار میں آئیں، باقی مسائل کی کارگزاریاں کس نے گنیں اور کتنی پائیں ؎

قیاس کن زگلستانِ او بہارش را

(اس کے باغ سے اس کی بہار کا اندازہ کرلے۔ ت)

بالجملہ موافق مخالف کوئی ذی عقل اس کا انکار نہیں کرسکتا کہ مجرد صحتِ اثری صحتِ عملی کو مستلزم نہیں بلکہ محال ہے کہ مستلزم ہو، ورنہ ہنگامِ صحت متعارضین قول بالمتنافیین لازم آئے، اور وہ عقلاً ناممکن تو بالیقین اقوال مذکورۂ سوال اور اُن کے امثال میں صحتِ حدیث سے صحتِ عملی اور خبر سے وہی خبر واجب العمل عند المجتہد مراد پھر نہایت اعلٰی بدیہات سے ہے کہ اگر کوئی حدیث مجتہد نے پائی اور براہِ تاویل خواہ دیگر وجوہ سے اُس پر عمل نہ کیا تو وہ حدیث اُس کا مذہب نہیں ہوسکتی ورنہ وہی استحالۂ عقلی سامنے آئے کہ وہ صراحۃً اس کا خلاف فرما چکا تو آفتاب سے روشن تر وجہ پر ظاہر ہوا کہ کوئی حدیث بزعمِ خود مذہبِ امام کے خلاف پاکر بحکمِ اقوال مذکورۂ امام دعوٰی کردینا کہ مذہبِ امام اس کے مطابق ہے، دو امر پر موقوف:

اوّلاً یقیناً ثابت ہو کہ یہ حدیث امام کو نہ پہنچی تھی کہ بحالِ اطلاع مذہب اس کے خلاف ہے، نہ اس کے موافق۔

لاجرم علامہ زرقانی نے شرح موطا شریف میں تصریح فرمائی:

قد علم ان کون الحدیث مذھبہ محلہ اذا علم انہ لم یطلع علیہ اما اذا احتمل اطلاعہ علیہ وانہ حملہ علی محمل فلا یکون مذھبہ[1]۔

یعنی ثابت ہوچکا ہے کہ کسی حدیث کا مذہب مجتہد ہونا صرف اُس صورت میں ہے جبکہ یقین ہو کہ یہ حدیث مجتہد کو نہ پہنچی تھی ورنہ اگر احتمال ہو کہ اس نے اطلاع پائی اور کسی دوسرے محمل پر حمل کی تو یہ اس کا مذہب نہ ہوگی۔

ثانیاً یہ حکم کرنے والا احکام رجال ومتون وطرق احتجاج ووجوہ استنباط اور اُن کے متعلقات اصولِ مذہب پر احاطۂ تامہ رکھتا ہو۔ یہاں اُسے چار منزلیں سخت دشوار گزار پیش آئیں گی جن میں ہر ایک دوسری سے سخت تر ہے:

منزلِ اوّل: نقد رجال کہ اُن کے مراتب ثقہ وصدق وحفظ وضبط اور اُن کے بارے میں ائمہ شان کے

---

[1] شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک

www.alahazratnetwork.org

اقوال و وجوہ طعن و مراتب توثیق و مواضع تعدیل جرح و تعدیل و حوامل طعن و مناشی توثیق و مواضع تحامل و تساہل و تحقیق پر مطلع ہو، استخراج مرتبہ اتقان راوی بنقد روایات و ضبط مخالفات و اوہام و خطیات وغیرہا پر قادر ہو، اُن کے اسامی و القاب و کنی و انساب و وجوہ مختلفہ تعبیر رواۃ خصوصاً اصحاب تدلیس شیوخ و تعیین مبہمات و متفق و متفرق و مختلف مؤتلف سے ماہر ہو۔ اُن کے موالید و وفیات و بلدان و رحلات و لقاء و سماعات و اساتذہ و تلامذہ و طرق تحمل و وجوہ ادا و تدلیس و تسویہ و تغیر و اختلاط و آخذین من قبل و آخذین من بعد و سامعین حالین وغیرہا تمام امور ضروریہ کا حال اس پر ظاہر ہو۔ اُن سب کے بعد صرف سندِ حدیث کی نسبت اتنا کہہ سکتا ہے صحیح یا حسن یا صالح یا ساقط یا باطل یا معضل یا مقطوع یا مرسل یا متصل ہے۔

منزل دوم: صحاح و سُنن و مسانید و جوامع و معاجیم و اجزاء وغیرہا کتب حدیث میں اُس کے طرقِ مختلفہ و الفاظ متنوعہ پر نظر تام کرے کہ حدیث کے تواتر یا شہرت یا فردیت نسبیہ یا غرابت مطلقہ یا شذوذ یا نکارت و اختلافاتِ رفع و وقف و قطع و وصل و مزید فی متصل الاسانید و اضطراباتِ سند و متن وغیرہا پر اطلاع پائے، نیز اس جمعِ طرق و احاطۂ الفاظ سے رفع ابہام و دفعِ اوہام و ایضاحِ خفی و اظہارِ مشکل و ابانت مجمل و تعیین محتمل ہاتھ آئے۔ ولہذا امام ابو حاتم رازی فرماتے ہم جب تک حدیث کو ساٹھ وجہ سے نہ لکھتے اس کی معرفت نہ پاتے۔ اُس کے بعد اتنا حکم کر سکتا ہے کہ حدیث شاذ یا منکر، معروف یا محفوظ، مرفوع یا موقوف، فرد یا مشہور کس مرتبہ کی ہے۔

منزل سوم: اب علل خفیہ و غوامض دقیقہ پر نظر کرے جس پر صدہا سال سے کوئی قادر نہیں، اگر بعد احاطۂ وجوہ اعلال تمام علل سے منزہ پائے تو یہ تین منزلیں طے کر کے طرف صحت حدیث بمعنی مصطلح اثر پر حکم لگا سکتا ہے۔ تمام حفاظِ حدیث و اجلۂ نقاد و اصلان ذروۂ شامخہ اجتہاد کی رسائی صرف اس منزل تک ہے۔ اور خدا انصاف دے تو مدعی اجتہاد و ہمسری ائمہ امجاد کو ان منازل کے طے میں اصحابِ صحاح یا مصنفانِ اسماء الرجال کی تقلید جامد سخت بے حیائی نری بے غیرتی ہے بلکہ اُن کے طور پر شرکِ جلی ہے۔ کس آیت و حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ بخاری یا ترمذی بلکہ امام احمد و ابن المدینی جس حدیث کی تصحیح یا تجریح کر دیں وہ واقع میں ویسی ہی ہے۔ کون سا نص آیا کہ نقد رجال میں ذہبی و عسقلانی بلکہ نسائی و ابن عدی و دارقطنی بلکہ یحیی قطان و یحیی بن معین و شعبہ و ابن مہدی جو کچھ کہہ دیں وہی حق جلی ہے۔ جب خود احکام الٰہ کے پہچاننے میں اُن اکابر کی تقلید نہ ٹھیری جو ان سے بدرجہا ارفع و اعلیٰ و اعلم و اعظم تھے۔ جن کے یہ حضرات اور ان کے امثال مقلد و متبع ہوتے جن کے

www.alahazratnetwork.org

درجاتِ رفیعہ امامت انھیں مسلّم تھے تو ان سے کم درجہ امور میں اُن اکابر سے نہایت پست مرتبہ اشخاص کی ٹھیٹ تقلید یعنی جسے جرح وتعدیل وغیرہ جملہ امور مذکورہ جن جن میں گنجائش رائے زنی ہے محض اپنے اجتہاد سے پایۂ ثبوت کو پہنچائیے، اور این وآن وفلان وبہمان کا نام زبان پر نہ لائیے۔ ابھی ابھی تو کھلا جاتا ہے کہ کس برتے پہ تتا پانی ؎

ما اذا اخاضك یا مغرور فی الخطر حتّٰی ھلکت فلیت النمل لم تطر[1]

(اے مغرور! تجھے کس شے نے خطرے میں ڈالا یہاں تک کہ تو ہلاک ہوگیا، کاش! چیونٹی نہ اڑتی۔ ت)

خیر کسی مسخرۂ شیطان کے مُنہ کیا لگیں۔ برادران با انصاف انھیں منازل کی دشواری دیکھیں جس میں ابوعبداللہ حاکم جیسے محدث جلیل القدر پر کتنے عظیم شدید مواخذے ہوئے۔ امام ابن حبان جیسے ناقد بصیر تساہل کی طرف نسبت کئے گئے۔ اِن دونوں سے بڑھ کر امام اجل ابوعیسٰی ترمذی تصحیح وتحسین میں متساہل ٹھیرے، امام مسلم جیسے جبل رفیع نے بخاری وابوذرعہ کے لوہے مانے، کما اوضحنا فی رسالتنا مدارج طبقات الحدیث ۱۳۱۳ھ (جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "مدارج طبقات الحدیث" میں اس کی وضاحت کردی ہے۔ ت) پھر چوتھی منزل تو فلکِ چہارم کی بلندی ہے جس پر نورِ اجتہاد سے آفتاب منیر ہی ہوکر رسائی ہے۔ امام ائمۃ المحدثین محمد بن اسمٰعیل بخاری سے زیادہ ان میں کون منازلِ ثلٰثہ کے منتہی کو پہنچا۔ پھر جب مقام احکام ونقض وابرام میں آتے ہیں وہاں صحیح بخاری وعمدۃ القاری وغیرہا بنظرِ انصاف دیکھا چاہیئے۔ بکری کے دودھ کا قصہ معروف ومشہور ہے۔ امام عیسٰی بن ابان کے اشتغالِ حدیث پھر ایک مسئلہ میں دو جگہ خطا کرنے اور تلامذۂ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ملازم خدمت بننے کی روایت معلوم وماثور ہے۔ ولہذا امام اجل سفیٰن بن عیینہ کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وامام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے استاد اور امام بخاری وامام مسلم کے استاذ الاستاذ اور اجلّہ ائمہ محدثین وفقہائے مجتہدین وتبع تابعین سے ہیں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین ارشاد فرماتے ہیں:

الحدیث مضلّۃ الا للفقھاء۔[2] حدیث سخت گمراہ کرنے والی ہے مگر مجتہدوں کو۔

علامہ ابن الحاج مکی مدخل میں فرماتے ہیں:

---

[1]

[2] المدخل لابن الحاج فصل فی ذکر النعوت دار الکتاب العربی بیروت ۱/۱۲۲

www.alahazratnetwork.org

یرید ان غیرھم قد یحمل الشئ علی ظاھرہ ولہ تاویل من حدیث غیرہ اودلیل یخفی علیہ او متروك اوجب ترکہ غیرشئ مما لایقوم بہ الا من استبحر وتفقہ۔

یعنی امام سفیٰن کی مراد یہ ہے کہ غیر مجتہد کبھی ظاہر حدیث سے جو معنے سمجھ میں آتے ہیں اُن پر جم جاتا ہے حالانکہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں مراد کچھ اور ہے، یا وہاں کوئی اور دلیل ہے جس پر اِس شخص کو اطلاع نہیں، یا متعدد اسباب ایسے ہیں جن کی وجہ سے اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔ ان باتوں پر قدرت نہیں پاتا مگر وہ جو علم کا دریا بنا اور منصبِ اجتہاد تک پہنچا۔

خود حضور پُرنور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

نضر اللہ عبدًا سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا واداھا فرب حامل فقہ غیر فقیہ ورب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ[1] اخرجہ امام الشافعی والامام احمد[2] والدارمی وابوداؤد والترمذی وصححہ وابن ماجۃ والضیاء فی المختارۃ والبیھقی فی المدخل عن زید بن ثابت والدارمی عن جبیر بن مطعم ونحوہ احمد والترمذی وابن حبان بسند صحیح

اللہ تعالیٰ اس بندے کو سرسبز کرے جس نے میری حدیث سن کر یاد کی اور اسے دل میں جگہ دی اور ٹھیک ٹھیک اوروں کو پہنچا دی کہ بہتیروں کو حدیث یاد ہوتی ہے مگر اس کے فہم وفقہ کی لیاقت نہیں رکھتے، اور بہتیرے اگرچہ لیاقت رکھتے ہیں۔ دوسرے اُن سے زیادہ فہیم وفقیہ ہوتے ہیں (امام شافعی، امام احمد، دارمی، ابوداؤد اور ترمذی نے اسکی تخریج کی اور اس کو صحیح قرار دیا نیز اس کی تخریج کی ابن ماجہ، ضیاء نے مختارہ میں اور بیہقی نے مدخل

---

[1] المدخل لابن الحاج فصل فی ذکر النعوت دارالکتاب العربی بیروت ۱/ ۱۲۲ و ۱۲۳

[2] مسند احمد بن حنبل حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۸۲

سنن الدارمی باب الاقتداء بالعلماء حدیث ۲۳۴ دار المحاسن قاہرہ ۱/ ۶۵

سنن ابی داؤد کتاب العلم باب فضل نشر العلم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۵۹

جامع الترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماع امین کمپنی دہلی ۲/ ۹۰

سنن ابن ماجہ باب من بلغ علما ایچ ایم سعید کمپنی دہلی ص ۲۱

مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم الفصل الثانی مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۵

www.alahazratnetwork.org

عن ابن مسعود والدارمی عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، اور دارمی واحمد نے جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، اور ترمذی وابن حبان نے صحیح سند کے ساتھ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، اور دارمی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ اللہ تعالٰی ان سب پر راضی ہو۔ (ت)

فقط حدیث معلوم ہوجانا فہمِ حکم کے لئے کافی ہوتا تو اس ارشادِ اقدس کے کیا معنے تھے!

امام ابن حجر مکی شافعی کتاب الخیرات الحسان میں فرماتے ہیں: امام محدثین سلیمان اعمش تابعی جلیل القدر سے کہ اجلہ ائمہ تابعین وشاگردانِ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہیں کسی نے کچھ مسائل پوچھے اُس وقت ہمارے امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی حاضرِ مجلس تھے، امام اعمش رضی اللہ تعالٰی عنہ نے وہ مسائل ہمارے امام سے پوچھے، امام نے فوراً جواب دیئے۔ امام اعمش نے کہا: یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کئے؟ فرمایا: اُن حدیثوں سے جو میں نے خود آپ ہی سے سُنی ہیں، اور وہ حدیثیں مع سندِ روایت فرمادیں۔ امام اعمش رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا:

حسبك ماحدثتك به فی مائة یوم تحدثنی به فی ساعة واحدة ماعلمت انك تعمل بهٰذه الاحادیث یا معشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصیادلة وانت ایها الرجل اخذت بکلا الطرفین[1]

بس کیجئے جو حدیثیں میں نے سو دن میں آپ کو سنائیں آپ گھڑی بھر میں مجھے سُنائے دیتے ہیں، مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اِن حدیثوں میں یُوں عمل کردیتے ہیں۔ اے فقہ والو! تم طبیب ہو اور محدث لوگ عطار ہیں یعنی دوائیں پاس ہیں مگر ان کا طریقِ استعمال تم مجتہدین جانتے ہو۔ اور اے ابوحنیفہ! تم نے تو فقہ وحدیث دونوں کنارے لئے۔

والحمد للہ رب العٰلمین ۝ ذٰلك فضل اللہ یؤتیه من یشاء، واللہ ذوالفضل العظیم۔

اور تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو کل جہانوں کا پروردگار ہے، یہ اللہ تعالٰی کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالٰی عظیم فضل والا ہے۔ (ت)

---

[1] الخیرات الحسان الفصل الثلاثون ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۴۴

www.alahazratnetwork.org

اب باقی رہی **منزلِ چہارم**، اور تُو نے کیا جانا کیا ہے منزلِ چہارم، سخت ترین منازل دشوار ترین مراحل، جس کے سائر نہیں مگر اقلِ قلائل، اُس کی قدر کون جانے! ؎

گدائے خاک نشینی تو حافظا مخروش　　که نظمِ مملکتِ خویش خسرواں دانند[1]

(اے حافظ! تُو خاک نشین گدا گر ہے شور مت مچا، کیونکہ اپنی سلطنت کے نظام کو بادشاہ ہی جانتے ہیں۔ ت)

اس کے لئے واجب ہے کہ جمیع لغاتِ عرب وفنونِ ادب ووجوہِ تخاطب وطرقِ تفاہم واقسامِ نظم و صنوفِ معنے، وادراکِ علل وتنقیح مناط واستخراجِ جامع وعرفانِ مانع وموارد تعدیہ ومواضع قصر ودلائل حکم آیات واحادیث، واقاویلِ صحابہ وائمہ فقہ قدیم وحدیث ومواقع تعارض، واسبابِ ترجیح، ومناہج توفیق ومدارج دلیل ومعارکِ تاویل، ومسالکِ تخصیص ومناسکِ تقیید ومشارع قیود، وشوارع مقصود وغیر ذلک پر اطلاعِ تام ووقوفِ عام ونظرِ غائر وذہنِ رفیع، وبصیرتِ ناقدہ وبصرِ منیع رکھتا ہو، جس کا ایک ادنٰی اجمال امام شیخ الاسلام زکریا انصاری قدس سرہ الباری نے فرمایا کہ:

ایاکم ان تبادروا الی الانکار علی قول مجتہد او تخطئتہ الا بعد احاطتکم بادلۃ الشریعۃ کلہا ومعرفتکم بجمیع لغات العرب التی احتوت علیہا الشریعۃ ومعرفتکم بمعانیہا وطرقہا۔

خبردار مجتہد کے کسی قول پر انکار یا اُسے خطا کی طرف نسبت نہ کرنا جب تک شریعت مطہرہ کی تمام دلیلوں پر احاطہ نہ کرلو، جب تک تمام لغت عرب جن پر شریعت مشتمل ہے پہچان نہ لو، جب تک ان کے معانی اُن کے راستے جان نہ لو۔

اور ساتھ ہی فرمادیا و انّٰی لکم بذٰلک بھلا کہاں تم اور کہاں یہ احاطہ نقلہ الامام العارف باللہ عبدالوہاب الشعرانی فی المیزان[2] (اس کو خدا شناس امام عبدالوہاب شعرانی نے میزان میں نقل فرمایا۔ ت)۔ ردالمحتار جس کی عبارت سوال میں نقل کی خود اُسی ردالمحتار میں اُسی عبارت کے متصل اس کے معنے فرمادیئے تھے کہ وہ سائل نے نقل نہ کئے، فرماتے ہیں:

---

[1] دیوانِ حافظ　ردیف شین معجمہ　سب رنگ کتاب گھر دہلی　ص ۳۵۸

[2] میزان الشریعۃ الکبرٰی　فصل فان ادعی احد من العلماء ذوق ھٰذہ المیزان　دارالکتب العلمیۃ بیروت　۱/۳۹

ف: دستیاب دیوان حافظ کے نسخہ میں اس شعر کے الفاظ یہ ہیں: ؎

رموزِ مصلحت ملک خسرواں دانند　　گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

www.alahazratnetwork.org

ولا یخفی ان ذٰلك لمن کان اھلاً للنظر فی النصوص ومعرفۃ محکمھا من منسوخھا فاذا نظر اھل المذھب فی الدلیل وعملوا بہ صح نسبتہ الی المذاھب[1]

یعنی ظاہر ہے کہ امام کا یہ ارشاد اُس شخص کے حق میں ہے جو نصوصِ شرع میں نظر اور اُن کے محکم و منسوخ کو پہچاننے کی لیاقت رکھتا ہو۔ تو جب اصحابِ مذہب دلیل میں نظر فرما کر اُس پر عمل کریں اُس وقت اُس کی نسبت مذہب کی طرف صحیح ہے۔

اور شک نہیں کہ جو شخص اِن چاروں منازل کو طے کرجائے وہ مجتہد فی المذہب ہے، جیسے مذہب مہذب حنفی میں امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہما بلاشبہہ ایسے ائمہ کو اُس حکم و دعوے کا منصب حاصل ہے اور وہ اُس کے باعث اتباعِ امام سے خارج نہ ہوئے کہ اگرچہ صورۃً اس جزئیہ میں خلاف کیا مگر معنی اذن کلی امام پر عمل فرمایا پھر وہ بھی اگرچہ ماذون بالعمل ہوں۔ یہ جزمی دعوٰی کہ اس حدیث کا مفاد خواہی نخواہی مذہبِ امام ہے نہیں کرسکتے، نہایت کار ظن ہے۔ ممکن کہ اِن کے مدارک مدارکِ عالیہ امام سے قاصر رہے ہوں۔ اگر امام پر عرض کرتے وہ قبول فرماتے تو مذہب امام ہونے پر تیقن تام وہاں بھی نہیں۔ خود اجلّ ائمہ مجتہدین فی المذہب قاضی الشرق والغرب سیدنا امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی جن کے مدارجِ رفیعہ حدیث کو موافقین و مخالفین مانتے ہوئے ہیں۔ امام مزنی تلمیذ جلیل امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

ھو اتبع القوم للحدیث[2] (وہ سب قوم سے بڑھ کر حدیث کے پیروکار ہیں۔ ت)

امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

منصف فی الحدیث[3] (وہ حدیث میں منصف ہیں۔ ت)

امام یحیٰی بن معین نے بآں تشدد شدید فرمایا:

لیس فی اصحاب الرای اکثر حدیثا ولا اثبت من ابی یوسف[4]

اصحاب رائے میں امام ابو یوسف سے بڑھ کر کوئی محدث نہیں اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کوئی مستحکم ہے۔ (ت)

---

[1] ردالمحتار مقدمۃ الکتاب دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۶

[2] تذکرۃ الحفاظ الطبقۃ السادسۃ ترجمہ ۲۷۳-۴۲/۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۱۴

میزان الاعتدال ترجمہ یعقوب بن ابراھیم ۹۷۹۴ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۴۴۷

[3] تذکرۃ الحفاظ الطبقۃ السادسۃ ترجمہ ۲۷۳-۴۲/۶ دار الکتب العلمیۃ ۱/ ۲۱۴

[4] میزان الاعتدال ترجمہ یعقوب بن ابراھیم ۹۷۹۴ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۴۴۷

تذکرۃ الحفاظ الطبقۃ السادسۃ ترجمہ ۲۷۳-۴۲/۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۲۱۴

www.alahazratnetwork.org

بالجملہ نابالغان رتبۂ اجتہاد نہ اصلاً اس کے اہل، نہ ہرگز یہاں مراد، نہ کہ آج کل کے مدعیان خامکار جاہلان بیوقار کہ من و تو کا کلام سمجھنے کی لیاقت نہ رکھیں، اور اساطین دین الٰہی کے اجتہاد پر کھیں۔ اسی ردالمحتار کو دیکھا ہوتا کہ انھیں امام ابن الشحنہ و علامہ محمد بن خمد البہنسی استاد علامہ نورالدین علی قادری باقانی و علامہ عمر بن نجیم مصری صاحب نہرالفائق و علامہ محمد بن علی دمشقی حصکفی صاحب درمختار وغیرہم کیسے کیسے اکابر کی نسبت صریح کی کہ مخالفت مذہب درکنار، روایات مذہب میں ایک کو راجح بتانے کے اہل نہیں۔ کتاب الشہادات باب القبول میں علامہ سائحانی سے ہے:

ابن الشحنة لم یکن من اهل الاختیار[1] — ابن شحنہ اہل اختیار میں سے نہیں تھا (ت)

کتاب الزکوٰۃ صدقۂ فطر میں ہے:

البهنسی لیس من اصحاب التصحیح[2] — البہنسی اصحاب تصحیح میں سے نہیں (ت)

کتاب الطلاق باب الحضانہ میں ہے:

صاحب النهر لیس من اهل الترجیح[3] — صاحب نہرالفائق اہل ترجیح میں سے نہیں (ت)

کتاب الرہن میں ایک بحث علامہ شارح کی نسبت ہے:

لاحاجة الی اثباته بالبحث والقیاس الذی لسنا اهلاله[4] — اس کو بحث و قیاس کے ساتھ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں جس کے ہم اہل نہیں ہیں (ت)

ان لی بھی کیا گنتی خود اکابر اراکین مذہب اعاظم اجلہ رفیع الرتب مثل امام کبیر خصاف و امام اجل ابوجعفر طحاوی و امام ابوالحسن کرخی و امام شمس الائمہ حلوانی و امام شمس الائمہ سرخسی و امام فخرالاسلام بزدوی و امام فقیہ النفس قاضیخاں و امام ابوبکر رازی و امام ابوالحسن قدوری و امام برہان الدین فرغانی صاحب ہدایہ وغیرہم اعاظم کرام ادخلهم الله تعالٰی فی دارالسلام (اللہ تعالٰی ان کو سلامتی والے گھر میں داخل فرمائے۔ ت) کی نسبت علامہ ابن کمال باشا رحمہ اللہ تعالٰی سے تصریح نقل کی:

---

[1] ردالمحتار کتاب الشہادات باب القبول وعدمہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۸۳

[2] " کتاب الزکوٰۃ باب صدقۃ الفطر " " " ۲/ ۷۶

[3] " کتاب الطلاق باب الحضانۃ " " " ۲/ ۹۳۷

[4] " کتاب الرہن " " " ۵/ ۳۱۳

www.alahazratnetwork.org

انھم لا یقدرون علٰی شئ من المخالفۃ لا فی الاصول ولا فی الفروع[1]

وہ اصلاً مخالفت امام پر قدرت نہیں رکھتے، نہ اصول میں نہ فروع میں۔

للہ انصاف! اللہ عزوجل کے حضور جانا اور اسے منہ دکھانا ہے۔ ایک ذرا دیر منہ زوری، ہماہمی، ڈھٹائی، ہٹ دھرمی کی نہیں سہی۔ آدمی اپنے گریبان میں منہ ڈالے اور ان اکابر ائمہ عظام کے حضور اپنی لیاقت قابلیت کو دیکھے بھالے تو کہیں تحت الثریٰ تک بھی پتا چلتا ہے۔ ایمان نہ نگلے تو ان کے ادنیٰ شاگردانِ شاگرد کی شاگردی وکفش برداری کی لیاقت نہ نکلے۔ خدارا جو شکار ان شیرانِ شرزہ کی جست سے باہر ہو لومڑیاں گیدڑ اس پر ہمکنا چاہیں۔ ہاں اس کا ذکر نہیں جسے ابلیسِ مرید اپنا مرید بنائے۔ اور اپنی تقلید سے تمام ائمہ امت کے مقابل اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ (میں اس سے بہتر ہوں۔ ت) سکھائے۔ جانِ برادر! دین سنبھالنا ہے یا بات پالنا۔ چند منٹ تک خفگی، جھنجھلاہٹ، شوخی، تلملاہٹ کی نہیں بدی ذرا لیاقتی دعووں کے آثار تو ملاحظہ ہوں۔ تمام غیر مقلدانِ زمانہ کے سروسرگروہ سب سے اونچی چوٹی کے کوہ پرشکوہ سب سے بڑے محدث متوحد سب میں چھنٹے امام متفرد علامۃ الدہر مجتہد الدہر العصر جناب میاں نذیر حسین صاحب دہلوی ہداہ اللہ تعالٰی الی الصراط السوی ہیں۔ انھیں کی لیاقت وقابلیت کا اندازہ کیجئے۔ فقیر نے بضرورت سوالِ سائلین جو اسی ماہِ رواں میں صرف ایک مسئلہ جمع بین الصلوٰتین کے متعلق حضرت کی حدیث دانی کھولی۔ ماشاء اللہ وُہ وُہ نزاکتیں پائیں کہ بایں گردش وکہن سالی آج تک پیرِ فلک کو بھی نظر نہ آئیں۔ تفصیل درکار ہو تو فقیر کا رسالہ مذکورہ حاجز البحرین[2] ملاحظہ ہو۔

یہاں اجمالاً معروض:

دہلوی مجتہد کی حدیث دانی اور ایک ہی مسئلہ میں اتنی گُل فشانی

(۱) حضرت کو ضعیف محض متروک میں تمیز نہیں۔

(۲) تشیع ورفض میں فرق نہیں۔

(۳) فلان یغرب وفلان غریب الحدیث میں امتیاز نہیں۔

---

[1] ردالمحتار مقدمۃ الکتاب دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۵۳۔

[2] رسالہ حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین فتاوٰی رضویہ جلد پنجم مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور میں صفحہ ۱۵۹ پر ملاحظہ ہو۔

www.alahazratnetwork.org

(۴) غریب و منکر میں تفرقہ نہیں۔

(۵) فلان یہم کو وہی کہنا جانیں۔

(۶) لہ اوھام کا یہی مطلب مانیں۔

(۷) حدیث مرسل تو مردود و مخذول و عنعنۂ مدلس ماخوذ و مقبول۔

(۸) ستم جہالت کہ وصل متاخر کو تعلیق بتائیں، مثلاً محدث کہے:

رواہ مالك عن نافع عن ابن عمر حدثنا بذٰلك فلان عن فلان عن مالك۔

اس کو امام مالک نے نافع سے اور انھوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا، ہم کو ایسے ہی حدیث بیان کی فلاں نے فلاں سے اور اس نے امام مالک سے۔ (ت)

حضرت اسے معلق ٹھیرائیں اور حدثنا بذٰلك کو ہضم کر جائیں۔

(۹) صحیح حدیثوں کو نری زبان زوریوں سے مردود و منکر و واہیات بتائیں۔

(۱۰) حدیث ضعیف جس کے منکر و معلول ہونے کی امام بخاری وغیرہ اکابر ائمہ نے تصریح کی محض بیگانہ تقریروں سے اسے صحیح بنائیں۔

(۱۱) ضعفِ حدیث کو ضعفِ رُواۃ پر مقصور جانیں۔ ہنگام ثقہ رواۃ علل قوادح کو لاشئی مانیں۔

(۱۲) معرفتِ رجال میں وُہ جوشِ تمیز کہ امام اجل سلیمٰن اعمش عظیم القدر جلیل الفخر تابعی مشہور معروف کو سلیمٰن بن ارقم ضعیف سمجھیں۔

(۱۳) خالد بن الحارث ثقہ ثبت کو خالد بن مخلد قطوانی کہیں۔

(۱۴) ولید بن مسلم ثقہ مشہور کو ولید بن قاسم بنالیں۔

(۱۵) مسئلہ تقوٰی طرق سے نرے غافل۔

(۱۶) راوی مجروح و مرجوح کے فرق بدیہی سے محض جاہل۔

(۱۷) متابع و مدار میں تمیز دو بھر صاف صاف متابعت ثقات وُہ بھی باقرب وجوہ پیشِ نظر، مگر بعض طرق میں بزعم شریف وقوع ضعیف سے حدیث سخیف۔

(۱۸) جابجا طرق جلیلہ موضحۃ المعنی مشہور و متداول کتابوں خود صحیحین و سُننِ اربعہ میں موجود۔ انھیں تک رسائی محال۔ باقی کتب سے جمع طرق و احاطہ الفاظ اور مبانی و معانی کے محققانہ لحاظ کی کیا مجال۔

(۱۹) تصحیح و تضعیف میں قولِ ائمہ جبھی مقبول کہ خود اُن کی تصانیف میں مذکور و منقول، ورنہ نقل ثقات

www.alahazratnetwork.org

مردود و مخذول۔

(۲۰) اجلہ رُواۃ بخاری و مسلم بے وجہ وجیہہ و دلیلِ ملزم کوئی مردود و خبیث کوئی متروک الحدیث مثل امام بشر بن بکر تنیسی و محمد بن فضیل بن غزوان کوفی و خالد بن مخلد ابوالہیثم بجلی۔ بھلا یہ تو بخاری و مسلم کے خاص خاص رجال بے مساغ و مجال پر فقط منہ آئے۔ اس سے بڑھ کر سُنیئے کہ حضرت کی حدیث دانی نے صحاح ستہ کے ردّ و ابطال کو قواعد سبعہ وضع فرمائے کہ جس راوی کو تقریب میں صدوق رمی بالتشیع یا صدوق متشیع یا ثقہ یغرب یا صدوق یخطئ یا صدوق یہم یا صدوق لہ اوہام لکھا ہو وہ سب ضعیف و مردود الروایت و متروک الحدیث ہیں حالانکہ باقی صحاح درکنار، خود صحیحین میں ان اقسام کے راوی دو چار نہیں، دس بیس نہیں سینکڑوں ہیں۔ چھ قاعدے تو یہ ہوئے (۷) جس سند میں کوئی راوی غیر منسوب واقع ہو، مثلاً حدثنا خالد عن شعبۃ عن سلیمٰن، اُسے برعایت قرب طبقہ و روایات مخرج جو ضعیف راوی اُس نام کا ملے رجماً بالغیب جزماً بالترتیب اُس پر حمل کرلیجئے، اور ضعفِ حدیث و سقوطِ روایت کا حکم کردیجئے۔

مسلمانو! حضرت کے یہ قواعد سبعہ پیشِ نظر رکھ کر بخاری و مسلم سامنے لائیے اور جو جو حدیثیں ان مخترع محدثات پر رَد ہوتی جائیں کاٹتے جائیے، اگر دونوں کتابیں آدھی تہائی بھی باقی رہ جائیں تو میرا ذمہ، خدا نہ کرے کہ مقلدین ائمہ کا کوئی متوسط طالب علم بھی اتنا بوکھلایا ہو۔ معاذ اللہ! جب ایک مسئلہ میں یہ کوتک تو تمام کلام کا کمال کہاں تک، العظمۃ للہ! جب پرانے پرانے چوٹی کے سیانے جنھیں طائفہ بھر اپنی ناک مانے، اُونچے پائے کا مجتہد جانے، اُن کی لیاقت کا یہ اندازہ کہ نری شیخی اور تین کانے۔ تو نئی امت چھٹ بھیوں کی جماعت کس گنتی شمار میں، کس شمار قطار میں! لا فی العیر ولا فی النفیر والعیاذ باللہ من شرّ الشریر (نہ عیر میں اور نہ ہی نفیر میں (نہ تین میں نہ تیرہ میں) شریر کے شر سے اللہ تعالٰی کی پناہ۔ ت) مرزا صاحب و شاہ صاحب کیا عیاذاً باللہ ان جیسے بدعقل و عدیم الشعور تھے کہ اثبات احکامِ شریعتِ الٰہی و فہم احادیث رسالت پناہی صلوات اللہ تعالٰی و سلامہ علیہ کی باگ ایسے بے مہاروں بیخرد نابکاروں کے ہاتھ میں دیتے۔ اُن کا مطلب بھی وہی ہے کہ جو اس کا اہل ہو اُسے عمل کی اجازت بلکہ ضرورت نہ کہ کودن نااہل بکھاری، ترجمی، مشکوٰۃ کے ترجمے میں ہلدی کی گرہ پائیں اور پنساری بن جائیں یا بنگالی بھوپالی کسی مذہب کو اپنے زعم میں خلافِ حدیث بتائیں، تو اللہ عزوجل تقلید ائمہ حرام کرکے فرض فرمادے کہ بھوپالی بنگالی پر ایمان لے آئیں۔ جانِ برادر! یہ بودی تقلید تو اب بھی رہی۔ ابوحنیفہ و محمد کی تو نہ ہوئی، بھوپالی بنگالی کی سہی۔ وائے بے انصافی کہ شاہ صاحب و مرزا صاحب کے کلام کے یہ معنے

www.alahazratnetwork.org

مانیں اور انھیں معاذ اللہ دائرۂ عقل سے خارج جانیں، حالانکہ ان دونوں صاحبوں کے ہادی بالامر مرشدِ اعلیٰ دونوں صاحبوں کے آقائے نعمت مولائے بیعت دونوں صاحبوں کے امام ربانی جناب شیخ مجدد الف ثانی صاحب اپنے مکتوبات جلد اول مکتوب ۳۱۲ میں فرماتے ہیں:

مخدوما! احادیث نبوی علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام در بابِ جواز اشارت سبابہ بسیار وارد شدہ اند و بعضے از روایات فقہیہ حنفیہ نیز دریں باب آمدہ، و غیر ظاہر مذہب است، و آنچہ امام محمد شیبانی گفتہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یشیر و نصنع کما یصنع النبی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ثم قال ھذا قولی وقول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما از روایات نوادر است نہ روایاتِ اصول، ہرگاہ در روایات معتبرہ حرمت اشارہ واقع شدہ باشد، و بر کراہت اشارت فتوے دادہ باشند، ما مقلدان را نمی رسد کہ بمقتضائے احادیث عمل نمودہ جرأت در اشارت نمائیم، مرتکبِ ایں امر از حنفیہ یا علمائے مجتہدین را علمِ احادیث معروفہ جواز اشارت اثبات نمی آید یا انگارد کہ اینہا بمقتضائے آرائے خود برخلافِ احادیث حکم کردہ اند، ہر دو شق فاسد است تجویز نہ کند آنرا مگر سفیہ یا

اے مخدومِ گرامی! احادیثِ نبوی (ان کے مصدر پر درود و سلام ہو) تشہد میں اشارہ سبابہ کے جواز کے باب میں بہت وارد ہوئی ہیں اور اس باب میں فقہ حنفی کی بھی بعض روایات آئی ہیں جو کہ ظاہر مذہب کے غیر ہیں۔ اور وہ جو امام محمد شیبانی نے کہا ہے کہ "رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انگلی شہادت سے اشارہ کرتے تھے اور ہم بھی اسی طرح اشارہ کرتے ہیں جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کرتے تھے۔" پھر امام محمد نے فرمایا یہی میرا قول اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے روایات نوادر میں سے ہے نہ روایات اصول میں سے جبکہ معتبر روایات میں اشارے کی حرمت واقع ہو چکی ہے اور اشارے کے مکروہ ہونے پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ ہم مقلدوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ حدیث کے مقتضا کے مطابق عمل کر کے اشارہ کرنے کی جرأت کریں۔ حنفیہ میں سے اشارہ سبابہ کا ارتکاب کرنے والا دو حال سے خالی نہیں، یا تو ان علمائے مجتہدین کے لئے جوازِ اشارہ میں معروف احادیث کا علم تسلیم نہیں کرتا یا ان کو ان احادیث کا عالم جانتا ہے۔ لیکن ان بزرگوں کے لئے ان احادیث کے مطابق عمل جائز تسلیم نہیں کرتا۔ اور خیال یہ کرتا ہے کہ ان بزرگوں نے اپنے خیالات

www.alahazratnetwork.org

معاند حسن ظن ما بہ ایں اکابر آنست کہ تا دلیل بر ایشاں ظاہر نشدہ است حکم بحرمت یا کراہت نہ کردہ اند۔ غایت ما فی الباب ما را علم بآں دلیل نیست۔ و ایں معنے مستلزم قدح اکابر نیست۔ اگر کسے گوید کہ ما علم بخلاف آں دلیل داریم، گوئیم کہ علم مقلد در اثبات حل و حرمت معتبر نیست۔ دریں باب ظن بہ مجتہد معتبر است احادیث را ایں اکابر بواسطۂ قربِ عہد و وفور علم و حصولِ ورع و تقوٰے از ما دُور افتادگاں بہتر مے دانستند۔ و صحت و سقم و نسخ و عدمِ نسخ آنہا را بیشتر از ما می شناختند، البتہ وجہ موجہ داشتہ باشند در ترک عمل۔ بمقتضائے احادیث علٰے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و آنچہ از امامِ اعظم منقول است کہ اگر حدیثے مخالفِ قولِ من بیابند بر حدیث عمل نمائید۔ مراد ازاں حدیثے است کہ بحضرت امام نرسیدہ است، و بنا بر عدم علم ایں حدیث حکم بخلافِ آں فرمودہ است، و احادیث اشارت ازاں قبیل نیست، اگر گویند کہ علمائے حنفیہ بر جواز اشارت نیز فتوٰے دادہ اند۔ بمقتضائے فتاوائے معارضہ بہر طرف عمل مجوز باشد گوئیم اگر تعارض

کے مطابق احادیث کے خلاف حرمت اور کراہت کا حکم صادر فرمایا ہے یہ دونوں شقیں فاسد ہیں انھیں وہی جائز قرار دے گا جو بیوقوف ہو یا ضدی۔ ان اکابر کے ساتھ ہمارا حسنِ ظن یہ ہے کہ اس باب میں جب تک ان پر حرمت یا کراہت کی دلیل ظاہر نہیں ہوئی حرمت یا کراہت کا انھوں نے حکم نہیں لگایا۔ زیادہ سے زیادہ اس باب میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں اس دلیل کا علم نہیں ہے اور یہ معنٰی اکابر میں کسی عیب کو مستلزم نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ ہم اس دلیل کے خلاف علم رکھتے ہیں تو ہم کہیں گے کہ حلت و حرمت کے اثبات میں مقلد کا علم معتبر نہیں ہے بلکہ اس باب میں مجتہد کے ظن کا اعتبار ہے۔ یہ اکابر حدیث کو قربِ زمانۂ نبوی، زیادتیِ علم اور ورع و تقوٰی سے آراستہ ہونے کی وجہ سے ہم دُور افتادوں سے بہتر جانتے تھے اور احادیث کی صحت و سقم اور ان کے نسخ و عدمِ نسخ کو ہم سے زیادہ پہچانتے تھے۔ انھیں ضرور کوئی معتبر دلیل ملی ہوگی تب ہی انھوں نے احادیث علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مقتضٰے کے مطابق عمل نہیں کیا۔ اور وہ جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ "اگر کوئی حدیث میرے قول کے مخالف پاؤ تو میرے قول کو چھوڑ دو اور حدیث پر عمل کرو۔" تو اس حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جو حضرت امام کو نہ پہنچی ہو۔ اور اس حدیث کو نہ جاننے کی بنا پر

www.alahazratnetwork.org

درجواز و عدمِ جواز واقع شود۔ ترجیح عدمِ جواز راست[1] اھ ملتقطاً۔

اس کے خلاف حکم فرمایا ہے اور اشارے کی حدیث اس قبیلہ سے نہیں۔ اگر کہیں کہ علمائے حنفیہ نے جوازِ اشارہ کا فتوٰی دیا ہے۔ لہذا متعارض فتاوٰی کے مطابق جس بات پر بھی عمل کرلیا جائے جائز ہے، ہم کہتے ہیں کہ اگر جواز و عدمِ جواز اور حلت و حرمت میں تعارض واقع ہو تو تعارض کی صورت میں ترجیح عدمِ جواز اور جانبِ حرمت کی ہوتی ہے اھ التقاط۔ (ت)

نیز جنابِ موصوف کے رسالہ مبدٔ و معاد سے منقول:

مدتے آرزوئے آں داشت کہ وجہے پیدا شود در مذہب حنفی تا در خلفِ امام قرائتِ فاتحہ نمودہ آید۔ اما بواسطہ رعایتِ مذہب بے اختیار ترکِ قرائت مے کرد۔ وایں ترک را از قبیلِ ریاضت مے شمرد۔ آخر الامر اللہ تعالٰی ببرکتِ رعایتِ مذہب کہ نقل از مذہب الحاد ست، حقیقتِ مذہب حنفی در ترکِ قرائت ماموم ظاہر ساخت و قرائتِ حکمی از قرائتِ حقیقی در نظرِ بصیرت زیبا تر نمود[2]

مجھے ایک عرصہ تک آرزو رہی کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کی مذہبِ حنفی میں کوئی وجہ ظاہر ہوجائے، مگر بواسطہ رعایتِ مذہب بے اختیار ترکِ قرائت کرتا رہا اور اس ترک کو ریاضت کے قبیلے سے شمار کرتا رہا آخر اللہ تعالٰی نے رعایتِ مذہب کی برکت سے (کیونکہ مذہب کی مخالفت الحاد ہے) مقتدی کی ترکِ قرائت کے بارے میں مذہبِ حنفی کی حقانیت ظاہر فرمائی، اور قرائتِ حکمی کو نظرِ بصیرت میں قرائتِ حقیقی سے خوب تر دکھایا۔ (ت)

ہاں صاحب! ان بزرگوں کے اقوال کی خبریں کہئے۔ ان بزرگوں کے بزرگ، بڑوں کے بڑے، اماموں کے امام کیا کچھ فرمارہے ہیں۔ ادعائے باطل عمل بالحدیث پر کیا کیا بجلیاں توڑتے گھنگھور بادل گرمارہے ہیں:

اوّلاً تصریحاً تسلیم فرمایا کہ التحیات میں انگلی اٹھانا سیدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بہت حدیثوں میں وارد۔

ثانیاً وہ حدیثیں معروف و مشہور ہیں۔

---

[1] مکتوبات امام ربانی مکتوب ۳۱۲ نولکشور ۱/۴۴۸ تا ۴۵۱

[2] مبدأ و معاد

www.alahazratnetwork.org

ثالثاً مذہب حنفی میں بھی اختلاف ہے۔ روایت نوادر میں خود امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اشارہ فرماتے تھے ہم بھی کریں گے۔

رابعاً صاف یہ بھی فرمادیا کہ یہی قول امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ہے۔

خامساً نہ فقط روایت بلکہ علمائے حنفیہ کا فتوٰی بھی دونوں طرف ہے۔ بااینہمہ صرف اس وجہ سے کہ روایاتِ اشارہ ظاہر الروایۃ نہیں۔ صاف صاف فرماتے ہیں کہ ہم مقلدوں کو جائز نہیں کہ حدیثوں پر عمل کرکے اشارے کی جرأت کریں۔ جب ایسی سہل و نرم حالت میں حضرت امام ربانی صاحب کا یہ قاہر ارشاد ہے تو جہاں فتوائے حنفیہ مختلف نہ ہو۔ جہاں سرے سے اختلافِ روایت ہی نہ ہو وہاں خلافِ مذہبِ امام حدیث پر عمل کرنے کو کیا کچھ نہ فرمائیں گے۔

کیوں صاحبو! کیا انھیں کو شاہ ولی صاحب نے کہا تھا کہ کھلا احمق ہے یا چھپا منافق۔ استغفر اللہ استغفر اللہ! ذرا تو شرماؤ، ذرا تو ڈرو، شاہ صاحب کی بزرگی سے حیا تو کرو۔ اُن کی تو کیا مجال تھی کہ معاذ اللہ وہ جناب مجددیت مآب کی نسبت ایسا گمانِ مردود و نامحمود رکھتے۔ وہ تو انھیں قطب الارشاد و ہادی و مرشد و دافع بدعات جانتے ہیں اور اُن کی تعظیم کو خدا کی تعظیم، اُن کے شکر کو اللہ کا شکر مانتے ہیں کہ اپنے مکتوب ہفتم میں لکھتے ہیں:

شیخ قطب ارشاد ایں دورہ است و بردست وے بسیارے از گمراہاں بادیۂ صبیعت و بدعت خلاص شدہ اند۔ تعظیم شیخ تعظیم حضرت مدورِ ادوار و مکوّنِ کائنات است، و شکرِ نعمت مفیض اوست[1] اعظم اللہ تعالٰی لہ الاجور۔

شیخ اس دور کے قطبِ ارشاد ہیں، ان کے ہاتھ پر تکبر و بدعت کی گمراہی میں مبتلا بہت سے افراد نے ہدایت پائی، شیخ کی تعظیم خالقِ کائنات کی تعظیم ہے اور شیخ کی نعمت کا شکر اس نعمت کو عطا کرنے والے اللہ کا شکر ہے۔ اللہ تعالٰی انھیں عظیم اجر عطا فرمائے۔ (ت)

ہاں شاید میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کی چوٹ حضرت مجدد صاحب ہی پر ہے کہ معیار الحق میں لکھتے ہیں:

"آج کل کے بعض لوگ اسی تقلید معین کے التزام سے مشرک ہو رہے ہیں کہ مقابل میں روایت کیدانی کے اگر حدیث صحیح پیش کرو تو نہیں مانتے۔"[2]

---

[1] کلماتِ طیبات فصل چہارم در مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۶۳

[2] معیار الحق بحث تلفیق مکتبہ نذیریہ جناب بلاک اقبال ٹاؤن لاہور ص ۱۸۳

www.alahazratnetwork.org

اسی مسئلہ اشارہ میں روایت کیدانی پیش کی جاتی ہے۔ جناب مجدد صاحب نے فتاوٰے غرائب و جامع الرموز و خزانۃ الروایات وغیرہا پیش کیں، وہ بات ایک ہی ہے، یعنی فقہی روایت کے مقابل حدیث نہ ماننا۔ اب دیکھ لیجئے حضرت مجدد کا روایتِ فقہی لانا اور اُن کے سبب صحیح حدیثوں پر عمل نہ فرمانا، اور میاں جی صاحب دہلوی کا بے دھڑک شرک کی جڑ جاننا۔ خدا ایسے شرک پسندوں کے سائے سے بچائے۔ خیر یہ تو میاں جی جانیں اور اُن کا کام۔ کلامِ جناب مجدد صاحب کے فوائد سُنیے:

اوّل: بڑا بھاری فائدہ تو یہ ہوا۔

دوم: حضرت موصوف نے یہ بھی فرمادیا کہ اقوالِ امام کے مقابل ایسی معروف حدیثیں جیسی رفع یدین و قراءتِ مقتدی وغیرہما ہیں آئیں کہ کسی طرح احادیث اشارہ سے اشتہار میں کم نہیں وہی پیش کرے گا جو نرا گاؤدی کودن بے عقل ہو یا معاندِ مکابر ہٹ دھرم کہ نہ وہ حدیثیں امام سے چھپ رہنے کی تھیں نہ معاذ اللہ امام اپنی رائے سے حدیث کا خلاف کرنے والے، تو ضرور کسی دلیل قوی شرعی سے اُن پر عمل نہ فرمایا۔

سوم: یہ بھی فرمادیا کہ ہمیں جواب احادیث معلوم ہو جانا کچھ ضرور نہیں۔ اس قدر اجمالاً جان لینا بس ہے کہ ہمارے عالموں کے پاس وجہ موجود ہوگی۔

چہارم: یہ بھی فرمادیا کہ ہمارے علم میں کسی مسئلہ مذہب پر دلیل نہ ہونا درکنار اگر صراحۃً اس کے خلاف پر ہمیں دلیل معلوم ہو جب بھی ہمارا علم کچھ معتبر نہیں اُسی مسئلہ مذہب پر عمل رہے گا۔

پنجم: یہ بھی فرمادیا کہ ہمارے علمائے سلف رضی اللہ تعالٰی عنہم کو جیسا علمِ حدیث تھا جیسا وہ صحیح و ضعیف و منسوخ و ناسخ پہچانتے تھے بعد کے لوگ ان کی برابری نہیں کرسکتے کہ نہ انھیں ویسا علم، نہ یہ اُس قدر زمانہ رسالت سے قریب۔ جب حضرت مجدد اپنے زمانہ کو ایسا فرمائیں۔ تو اب تو اس پر بھی تین سو برس گزر گئے، آج کل کے اُلٹے سیدھے چند حرف پڑھنے والے کیا برابریٔ ائمہ کی لیاقت رکھتے ہیں۔

ششم: اِس شرط کی بھی تصریح فرمادی کہ امام کے وُہ اقوال منقولہ سوال خاص اُسی حدیث کے باب میں ہیں جو امام کو نہ پہنچی، اور اُس سے مخالفت بربنائے عدمِ اطلاع ہوئی نہ یہ کہ اصولِ مذہب پر وُہ بوجوہِ مذکورہ کسی وجہ سے مرجوح یا مؤول یا متروک العمل تھی کہ یُوں تو بحالِ اطلاع بھی مخالفت ہوتی۔ کما لا یخفٰی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت)

ہفتم: جناب مجدد صاحب کی شانِ علم سے تو اِن حضرات کو بھی انکار نہ ہوگا۔ یہی مرزا جانجاناں صاحب

www.alahazratnetwork.org

جنھیں بزرگ مان کر اُن کے کلام سے استناد کیا گیا۔ جناب موصوف کو قابلِ اجتہاد خیال کرتے اور اپنے ملفوظ میں لکھتے ہیں:

عرض کردم یارسول اللہ! حضرت در حقِ مجدد الف ثانی چہ فرمایند؟ فرمودند مثلِ ایشاں در امتِ من دیگر کیست[1]

عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)! آپ حضور حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری امت میں اسکی مثل دُوسرا کون ہے۔ (ت)

جب ایسے بزرگانِ بزرگ فرمائیں کہ ہم مقلدوں کو قولِ امام کے خلاف حدیثوں پر عمل جائز نہیں، جو اس کا مرتکب ہو وہ احمق بیہوش یا ناحق و باطل کوش ہے، تو پھر آج کل کے جھوٹے مدعی کس گنتی میں رہے۔

یہ سات فائدے عبارتِ مکتوبات میں تھے۔

ہشتم: اگرچہ قولِ امام کی حقانیت اپنے خیال میں نہ آئے مگر عمل اُسی پر کرنا لازم۔ یہی اللہ عزوجل کو پسند و موجبِ برکات ہے۔ دیکھو ایک مدت تک مسئلہ قراءتِ مقتدی میں حقانیت مذہبِ حنفی جنابِ مجدد صاحب پر ظاہر نہ تھی قراءت کرنے کو دل چاہا مگر بپاسِ مذہب نہ کرسکے یہی ڈھونڈتے رہے کہ خود حنفی مذہب میں کوئی راہ جواز کی ملے۔

نہم: اِس سوال کا بھی صاف جواب دے دیا کہ ایک مسئلہ بھی اگر خلافِ امام کیا اگرچہ اسی بنا پر کہ اس میں حقانیتِ مذہب ظاہر نہ ہوئی تاہم مذہب سے خارج ہو جائے گا کہ اسے نقل از مذہب فرماتے ہیں۔

دہم: یہ سخت اشد و قاہر حکم دیکھئے کہ جو ایسا کرے وہ ملحد ہے۔ آپ حضرات اپنے ایمان میں جو مناسب جانیں مانیں، چاہے حضرت مجدد صاحب کے نزدیک معاذ اللہ شاہ صاحب و مرزا صاحب کو سفیہ و معاند و ملحد قرار دیں، چاہے ان دونوں صاحبوں کے طور پر حضرت مجدد کو مدعی باطل و مخالفِ امام اور عیاذاً باللہ کھلا احمق یا چھپا منافق ٹھیرائیں، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق نہیں مگر بلندی و عظمت والے معبود کی توفیق سے۔ ت) لاجرم یہ دونوں صاحب اُسی صحتِ عملی میں کلام کر رہے ہیں جس پر اطلاع فقہائے اہلِ نظر و اجتہاد فی المذہب کا کام، اب نہ یہ کلام باہم متخالف، نہ ان میں کوئی حرف ہمارے مخالف، ھٰکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق

---

[1] کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۷

www.alahazratnetwork.org

(یُوں ہی تحقیق ہونی چاہیے اور اللہ تعالٰی ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔ ت) یہ مبحث بہت طویل الاذیال تھی جس میں بسطِ کلام کو دفترِ ضخیم لکھا جاتا، مگر ماقلّ وکفٰی خیر مما کثر والھٰی (جو مختصر اور جامع ہو وہ اس سے بہتر ہے جو کثیر اور لغو ہو) حضرات ناظرین خاص مبحثِ مسئول عنہ پر نظر رکھیں، خروج عن المبحث سے کہ صنیع شنیع جہلہ وعاجزین ہے حذر رکھیں۔

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین[1]، وصلی اللہ تعالٰی علٰی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

اے ہمارے رب! ہم میں اور ہماری قوم میں حق فیصلہ کر، اور تیرا فیصلہ سب سے بہتر ہے۔ اور درود نازل فرمائے اللہ تعالٰی رسول کے سردار محمد مصطفٰے پر اور آپ کی تمام آل واصحاب پر (ت)

مناسب کہ ان مختصر سطور کو بلحاظ مضامین الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی (اللہ تعالٰی کا عطا کردہ فضل اس قول (امام اعظم) کے معنٰی میں کہ جب کوئی حدیث صحت کو پہنچے تو وہی میرا مذہب ہے۔ ت) سے مسمّٰی کیجیے، اور بنظر تاریخ اعزّ النکات بجواب سوال ارکات[۱۳۱۳] (مضبوط ترین نکات، علاقہ ارکاٹ سے بھیجے ہوئے سوال کے جواب میں۔ ت) لقب دیجیے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم[2] آمین، والحمد للہ رب العٰلمین، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما، بے شک تو سُننے والا جاننے والا ہے۔ آمین! اور سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور اللہ خُوب جانتا ہے وہ پاک اور بلند ہے، اس کی بزرگی جلیل اور اس کا علم تام و مستحکم ہے۔ (ت)

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدٍ المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبد المصطفٰی احمد رضا خان

---

[1] القرآن الکریم ۷/ ۸۹

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۲۷